بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

اور یہ مثالیں (تشبیہات و استعارات) ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کیلئے تاکہ وہ غور کریں

سِرِّ دلبراں

جسمیں اصطلاحات تصوف پر تشریحی بحث کی گئی ہے

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

• مصنفہ •

* حضرت شاہ سید محمد ذوقی *

— * محفلِ ذوقیہ * —

ذوق ہاؤس، رتلی روڈ، کراچی کینٹ (پاکستان)

* اشاعت طبع اوّل : تعداد ۵۰۰ ۔ سنہ ۱۳۷۱ھ۔
* طبع ثانی : تعداد ۸۵۰ ۔ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۸ھ
* سائز کتاب : ۳۰ × ۲۰ / ۸
* صفحات : چار سو اسّی (۴۸۰)
* کتابت : عاشق ظرافی تلمیذ رشید رستم قلم
* طباعت : مشہور آفسٹ پریس ۔ میکلوڈ روڈ ۔ کراچی
* ناشرین : محفلِ ذوقیہ ۔ ڈون ہاؤس ۔ بلی روڈ ۔ کراچی (کینٹ)
* قیمت : آدمجی آفسٹ ۔ عمدہ جلد : ۲۵ روپے
کرنافلی ۔ مجلّد : ۱۵ روپے
ارزاں قسم ۔ مجلّد : ۱۰ روپے

من و تو عارضِ ذاتِ وجودیم ؛ مشبکہاے مشکوٰۃِ وجودیم

ہمہ یک نور داں اشیار و ارواح ؛ گہ از آئینہ پیدا گہ ز مصباح

عامی سمجھتا ہے کہ من سے مراد میرا جسم ہے۔ حکیم سمجھتا ہے کہ اس سے روح مراد ہے لیکن اہلِ کشف جانتا ہے کہ من سے نہ تنہا یہ مراد ہے نہ تنہا وہ۔ بلکہ وہ حقیقت مراد ہے جو شامل ہے تمام حقائق و ثبوتیات پر۔ روح ہو یا بدن سب کچھ اُسی حقیقت کے مظاہر ہیں۔ دراصل من سے مراد ہے ذاتِ واحد، اعم از جسم و جان۔ کیونکہ جسم و جان گویا اجزاء ہیں اُس حقیقت کے جو تعینات کے ہر فرد میں من سے معتبر ہے۔ تنہا انسان اُس سے مخصوص نہیں ؎

من و تو برتر از جان و تن آمد ؛ کہ ایں ہر دو ز اجزاے من آمد

بلفظِ من نہ انساں است مخصوص ؛ کہ تا گوئی بداں جانست مخصوص

یکے رہ برتر از کون و مکاں شو ؛ جہاں بگذار و خود در خود جہاں شو

جب عارف انا کا استعمال کرتا ہے تو اُس کی مراد ہوتی ہے وجودِ خارجی کی انانیت متعین باعتبارِ مرتبۂ ذاتیہ۔ پس وہ انانیت حق تعالیٰ کی خبر دیتی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے کیونکہ عارف حق تعالیٰ میں فانی ہوتا ہے۔ وہ ھُوَ الحق کہے یا انا الحق تعبیر اُس کی ایک ہی حقیقت ہوتی ہے۔ تعین کے دُور کر دینے سے انا اور ھو ہم معنی ہو جاتے ہیں ؎

قُم باذنی و قُم باذن اللہ ؛ ہر دو یک نغمہ آمد از لبِ یار

صاحبِ گلشن راز فرماتے ہیں ؎

در آ در وادیٔ ایمن کہ ناگاہ ؛ درختے گویدت اِنّی انا اللہ

روا باشد انا اللہ از درختے ؛ چرا نبود روا از نیک بختے

ہر آنکس را کہ اندر دل شکے نیست ؛ یقیں داند کہ ہستی جز یکے نیست

انانیت بود حق را سزاوار ؛ کہ ھُو غیب است و غائب وہم و پندار

جنابِ حضرتِ حق را دوئی نیست ؛ دراں حضرت من و ما و توئی نیست

من و ما و تو و او ہست یک چیز ؛ کہ در وحدت نباشد ہیچ تمیز

ہر آنکو خالی از خود چوں خلا شد ؛ انا الحق اندر اُو صَوت و صدا شد

شَوَد با وجہ باقی غیر ہالک ؛ یکے گردد سلوک و سیر و سالک

لیکن جب جاہل انا کا استعمال کرتا ہے تو اس سے اس کی مراد انانیتِ رُوحِ عبد سے ہوتی ہے۔ اور آوازِ بازگشت کو صدائے اصلی سمجھتا ہے۔

چونکہ پہلا تنزل انا میں ہوا ہے اس لئے لفظ انا سے کبھی تعیّنِ اوّل کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔ اور تعیّنِ اوّل مقامِ محمّدی ہے۔

انتباہ :۔ سالک کے دل سے غفلت کا دُور ہونا۔

انجمن :۔ عالمِ کثرت۔

انزعاج :۔ سماع یا وعظ کی تاثیر سے دل کا اللہ تعالیٰ کی جانب کھنچنا۔

انصداع :۔ فرق بعد الجمع۔ اطلاق کی بلندی سے تعیّنات کی جانب اُترنا۔ صحو بعد سُکر کے۔

اَنظار :۔ جمع ہے نظر کی سالک کا حق تعالیٰ کو لباسِ صفات میں دیکھنا۔

انفس و آفاق :۔ (دیکھو زیرِ عنوان افعالِ الٰہی بر صفحہ ۶۵)۔

انگشت :۔ صفتِ احاطت۔

اوباش :۔ جس نے غلبۂ محبّت میں بیمِ مصیبت اور ثوابِ عبادت سے نظر ہٹالی ہو۔

آہ :۔ ایک علامت ہے کمالِ عشق کی جس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہوں ؎

زشوقِ عشقِ محبوبِ الٰہی آنچناں گشتم ؛ کہ تصویرم مصوّر درکشد بر صُورتِ آہے (نیازؒ)

آہو :۔ فردِ کامل جو وادیٔ قُدس کی فضا میں لذتِ شیونات ذاتیہ کی خوش عیشیوں میں چوکڑیاں بھرتا پھرے۔

ایّامِ الٰہی :۔ تجلیاتِ الٰہی۔

ایّام جمع ہے یوم کی۔ یوم کے معنی ہیں دن کے۔ دن کہتے ہیں آفتاب کے ظہور کی مدّت کو۔ جب تک آفتاب ظاہر رہتا ہے روشنی رہتی ہے۔ اور چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ گویا دن صرف اُسی قدر مدّت کا نام ہے جس میں نور کا ظہور ہو۔